جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

خیرہ ہو جائے گی اب منکرِ سنت کی نظر
شمعِ سنت سے ہے پُر نور مرا رفع یدین

طمس العین

لمن ألف

دلائل عدم رفع الیدین

"رفع یدین نہ کرنے کے دلائل" مصنفہ محمد تقی دہلوی کا مدلل دنداں شکن جواب،

از قلم

حضرت مولانا عبد الجلیل صاحب سامرودی مدظلہ

ناشر

شیخ رفیع الدین متولی موتی مسجد علیگڈھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ

اما بعد :۔ محبی وصدیقی القدیم الحاج منشی عبد المالک صاحب تاجر سورت مالک فرم سلطان برادرس نے ایک رسالہ رفع الیدین نہ کرنے کے دلائل کی سرخی کا ریویو کی غرض سے ارسال کیا، ارشاد گرامی وحکم کی تعمیل کے علاوہ طریق حنفیہ وسنت صحیحہ صریحہ کی تائید بھی لازمی امور سے تھی قلم ہاتھ میں لیتے ہی کو سعادت ازلی ابدی سے تصور کرتے ہوئے دو لفظ مخلوق خدا کے گوش گذار کی ہمت کی ۔ مؤلف وجامع رسالہ رطب و یابس نے بذات خود ایک حدیث سے ٹائیٹل کو رونق افزا تو کیا مگر اس سے جامع رسالہ رطب ویابس نے چہرہ پر ایک نہایت ہی بدنما داغ کا نشان لگا لیا ۔ حقیقت اسکی یہ ہے کہ ارشاد نبوی کا ترجمہ آپ ہی کے الفاظ میں ذکر کیئے دیتا ہوں، "سو تم میرے بعد ابوبکر و عمر کی اقتدا کرنا جو میرے خلیفہ ہوں گے "

محبان حدیث وطریقۂ نبویہ بخوبی واقف ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات میں جس طرح ان کی اقتدا بجز آپ کے درست نہیں تھی اسی طرح آپ کے ارشاد گرامی کی موجودگی میں ان لوگوں کی اقتدا بالاتفاق روا نہیں، فتاوی قاضیخان، ص ۲۱۹ ج ۴ کو بھی ملاحظہ فرما لیا جائے لکھا ہے : قول النبی حجۃ علی الخلق واما قول غیر النبیؐ لیس بحجۃ علی الخلق یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان تمام مخلوق پر حجت ہے نبی کے علاوہ کا فرمان

مخلوق پر حجت نہیں، ع : دعوا کل قول عند قول محمد۔
مؤلف رسالہ جامع رطب ویابس اگر اسی کو سمجھ لیتا تو آگے قدم اٹھانے کی ہمت ہی نہ کر گذرتا، مسئلہ رفع الیدین میں جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فعل و قول سے بالاتفاق موافق مخالف ثابت ہے تو پھر آپ کے سوا کسی امتی فرد کو پیش کرنا ایمان کی کمزوری نہیں تو اور کیا ہے ؟ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ پر بھی تو ایک نظر ڈال لیتے۔ جامع ترمذی میں ہے ایک شامی نے عبداللہ بن عمر سے تمتع کے متعلق مسئلہ دریافت کیا، انہوں نے جواب میں کہا جائز ہے، وہ شامی کہنے لگا: آپ کے والد تو منع کرتے تھے۔ اس پر ابن عمر نے برافروختہ ہو کہا: ارأیت ان کان ابی ینہی عنہا وصنعہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، امر ابی یتبع ام امر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال الرجل بل امر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال لقد صنعہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ھذا۔" یعنی مجھے تو یہ بتا کہ مان لو میرا باپ منع کرتا تھا مگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو تو میرے باپ کا کہنا مانا جائیگا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ؟ اس شامی نے کہا نہیں نہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی واجب التعمیل ہوگا تو بس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کیا ہے۔ شامی کی سمجھ میں یہ بات آگئی، خدا کی شان ہے کہ ایسی واضح بات ان مذہبیوں کی سمجھ میں نہیں آتی اب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بات رد کرنے میں مختلف قسم کے حیلے ایجاد کر گذریں گے۔ حضرات مذہبیوں کے ایمان اور ان مذاہب کی ایجاد سے پہلے کی مسلم ہستیوں کے ایمان میں صرف اسی قدر فرق ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح نے تحفۃ الموحدین میں اور مولانا اسماعیل شہید رح نے تقویۃ الایمان

ہیں اور فاضل محبیات سندھی۔ نزعمل اہلحدیث میں ان مذہبیوں کے احادیث نبویہ کے رد کرنے کے لئے ایسے ہی طریقے لکھے ہیں ملاحظہ ہو، ہمارے رطب و یابس کے جامع قدرے خیال کرتے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت صحیحہ پر پیش قدمی کرتے ہوئے رفع الیدین نہ کرنے کے دلائل لکھنے اور پیش کرنے کی ہمت نہ کرتے اور آیت: یا ایہا الذین آمنوا لاتقدموا بین یدی اللہ و رسولہ کو بھی نصب العین رکھتے مگر انعام حاصل کرنے کی دھن بھی تو دل میں گدگدی اور لہر دوڑا رہی تھی ایسے اوقات میں تو حیا بھی کارگر ثابت نہیں ہوتی، انعام تو ہر وقت حاضر ہے مگر انعام حاصل کرنے کے لائق ظرف ہی نہیں اس کا کیا علاج کیا جائے،

پہلی دلیل کا جواب: صاحب رسالہ جامع رطب یابس نے سب سے پہلی دلیل اس سرخی سے اجاگر کیا "حدیث قولی صحیح مرفوع غیر مجروح صریح ممانعت رفع یدین سے" اس میں سے سب سے پہلے ... جابر بن سمرہ کی حدیث جس کا مضمون یہ ہے کہ "ہم پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نکلے آپ نے فرمایا تمہیں ہاتھوں کو اٹھائے ہوئے میں کیوں دیکھتا ہوں جیسے سرکش گھوڑے کی دم، نماز میں سکون اختیار کرو۔"

اب یہاں دیکھنا یہ ہے کہ کیا واقعی یہ حدیث رفع الیدین ہی کی ممانعت میں صریح بھی ہے یا نہیں۔ اس حدیث میں: مالی اراکم رافعی ایدیکم وارد ہے حدیث کی تشریح حدیث ہی کرسکتی ہے جبتک حدیث سے مطلب واضح ہو کسی ایسے غیرے کی وضاحت کا کوئی اعتبار نہیں اس لئے کہ اصول مسلمہ سے یہ بات ثابت ہے کہ الحدیث یفسر بعضہ بعضاً، اس کے لئے حدیث کے طرق الفاظ، متون دیکھنے کی ضرورت ہے لیجئے نفس صحیح مسلم اٹھاکر

دیکھ لیجیے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کس وقت صحابہ کو ہاتھوں کو اٹھاتے دیکھا تھا۔ بیا اللہ بن قبطیہ انہیں جابر بن سمرہ سے روایت کرنے والے کہتے ہیں کہ جابر نے کہا:۔ صلیت مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فکنا اذا سلمنا قلنا بایدینا السلام علیکم السلام علیکم فنظر الینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال ما شانکم تشیرون بایدکم کانہا اذناب خیل شمس اذا سلم احدکم فلیلتفت الی صاحبہ ولا یومی بیدہ، اور ایک روایت میں ہے: اذا یکفی احدکم ان یضع یدیہ علے فخذیہ ثم یسلم علی اخیہ من علے یمینہ وشمالہ، ملاحظہ ہو ص۱۸۰ ج ۱۔

ان اٹھائے ہوئے ہاتھوں کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے رانوں پر رکھنے کا حکم فرمایا رطب یابس کے جمع کرنے والے صاحب یہ بتائیں کہ کیا رفع الیدین کے بعد کہیں ہاتھ رکھے بھی جاتے ہیں یہاں تو ان کے رکھنے کی جگہ بتا دی اور اٹھانے کی ممانعت کردی۔ مسند ابو عوانہ میں اس حدیث کو کئی طرق سے بیان کیا ہے ص۲۴۰ ج ۲ میں اس حدیث کو اس طرح بوضاحت بیان کیا ہے: انہیں عبید اللہ سے عن جابر بن سمرۃ قال دخلت انا وابی علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فصلے بنا فلما سلم اوما الناس بایدیہم یمینا وشمالا فابصرھم فقال ما شانکم تقلبون بایدکم کانہا اذناب الخیل الشمس اذا سلم احدکم فلیسلم علے من یمینہ وعلے من یسارہ فلما صلوا معہ ایضا لم یفعلوا ذلک ۔"

یعنی جابر بن سمرہ کہتے ہیں میں اور میرے والد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

پر داخل ہوئے آپ نے ہمیں نماز پڑھائی جب آپ نے سلام پھیرا تو لوگوں نے داہنے بائیں ہاتھوں سے اشارے کئے اسے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھ لیا تب آپ نے لوگوں سے کہا کیا حال ہے تمہارا کہ ہاتھوں کو الٹ پلٹ کرتے ہو جیسے سرکش گھوڑے، بلکہ جب ایک تم میں سے سلام پھیرے تو داہنے بائیں والے پر سلام کرے، اس کے بعد پھر جب ان لوگوں نے نماز پڑھی تو ایسا نہیں کیا۔

اس حدیث کے الفاظ نے واضح کر دیا کہ یہ وہ رفع الیدین نہ تھا جسے رطب یابس کے جمع کرنے والے سمجھے ہوئے ہیں، امام نسائی اس حدیث جابر بن سمرہ کی اس طرح تشریح فرماتے ہیں: بَابُ السَّلَامِ بِالْيَدَيْنِ ۔اس میں وہی حدیث عبید اللہ بن القبطیہ کے طریق سے جابر کی حدیث بیان کی انہوں نے واضح کر دیا کہ یہ سلام پھیرتے وقت ہاتھوں کے اٹھانے کی ممانعت کرتی ہے دیکھو صفحہ ۱۷۵ ج ۱، اس سے پہلے صفحہ ۱۹۴ ج ۱ میں اس حدیث پر بایں عنوان سرخی قائم کی ہے: "باب موضع الیدین عند السلام" یعنی ہاتھ سلام کے وقت کہاں رکھنا چاہیئے، ثابت کر دکھایا کہ سلام پھیرنے وقت ہاتھوں کو رانوں پر رکھنا چاہئے اٹھانا نہیں چاہیئے۔ رطب یابس کے جامع صاحب اس بات کو یاد رکھ لیں کہ یہ حدیث رفع الیدین کی ممانعت میں نہیں بلکہ سلام پھیرتے وقت ہاتھوں کے اٹھانے کی ممانعت میں وارد ہوئی ہے۔

اب امام الائمہ امام بخاریؒ کی بھی سُن لیں وہ اپنی کتاب رفع الیدین کے صفحہ ۸ میں فرماتے ہیں:۔ فاما احتجاج من لا یعلم بحدیث الی ان قال فانما کان ھذا فی التشھد لا فی القیام کان یسلم بعضھم علی بعض فنھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن رفع الایدی فی

التشہد ولا یحتج بھذا من لہ حظ من العلم"

یعنی جابر کی حدیث میں ممانعت تشہد کے بعد سلام پھیرنے کے وقت ہاتھوں کے اٹھانے کی ہے، قیام کے رفع الیدین کی ممانعت نہیں، اس حدیث سے رفع الیدین نہ کرنے کی وہی آدمی دلیل پکڑیگا جس کو علم سے مس وحظ نہیں، علم سے بے بہرہ ہے۔ طحاوی نے اس حدیث سے رفع الیدین کی ممانعت کے لئے ایڑی سے چوٹی تک کی سعی کی مگر وہ سعی بیکار رہی ۔ امام نسائی طحاوی کے استاد فی الحدیث ہیں امام بخاری استاذ الاساتذہ ہیں۔ امام بخاری نے اس حدیث میں ایک پتہ کی بات کہی ہے فرماتے ہیں: ولو کان کما ذھب الیہ لکان رفع الایدی فی اول التکبیرۃ وایضا تکبیرات صلوۃ العید منھیا عنھا لانہ لم یستثن رافعا دون رفع"

یعنی اگر اس حدیث کا یہی مطلب ہوتا جیسا کہ بے علم جسے علم حدیث سے مس نہیں حجت پکڑتے ہیں تو ابتداء تحریمہ کا رفع الیدین اور عیدین کی تکبیروں کا رفع الیدین بھی ناجائز، ممنوع ہوا۔ پھر یہ آپ کا قنوت والا رفع الیدین کب ٹھیر سکتا ہے ۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث جابر میں کسی رفع الیدین کو اس ممانعت سے علٰحدہ تو کیا ہی نہیں ۔ رطب یابس کے جمع کرنے والے اپنے مذہب کی بھلے خیر منالیں، ابتداء تکبیر تحریمہ کے رفع الیدین کو اس عام سے کس چیز نے خاص کردیا اور عیدین اور قنوت کو کس نے بچالیا ۔ اگر کچھ مذہبی غیرت کا مادہ ہے تو کچھ لب کشائی فرمادیجئے پھر انعام حاصل کرنے کی خوشی منائیے ، ادارہ آفتاب کی طرف رقم انعام کی کیوں تحویل کرانا چاہتے ہیں مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اپنی کمزوری کا برابر احساس ہوا ہوگا اسی لئے تحویل کرانے کا ارشاد گرامی صادر کیا بذات خود لینے کے لئے آتے تو الٹے منہ

کی کھاکر شرمندہ ہوکر واپس ہوجاتے، آپ میں ہمت ہے تو سامنے آیئے اور انعام ثابت کرکے لے جایئے، آپ کے عینی نے بھی انہیں طحاوی کی یاد کو تازہ کیا ہے بلکہ آپ کے جن احبابوں نے اس امر پر احتجاج کیا ہے وہ اسی طحاوی ہی کی تقلید میں ــ منصوص کے سامنے بھلا کسی کی سنی بھی جاسکتی ہے! سچ ہے اِذا جاءَ نَہرُ اللہِ بَطَلَ نَہرُ معقل ـ

حافظ ابن حجر عسقلانی اپنی تلخیص الحبیر کے ص۸۲ ج۱ میں مخالفین کے دلائل میں اس حدیث کو لکھ کر فرماتے ہیں: ــ ولا دلیل فیہ علی منع الرفع علی الھیئۃ المخصوصۃ فی الموضع المخصوص وھو الرکوع والرفع منہ لانہ مختصر من حدیث طویل ـ

اس حدیث میں رفع الیدین مشہور کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں اس لئے کہ یہ حدیث لمبی حدیث سے مختصر شدہ ہے ـ پھر اسے بیان کیا ابن حبان سے پوری حدیث مختصر کے بعد کہ: بان القوم انما امروا بالسکون فی الصلوٰۃ عند الاشارۃ بالتسلیم دون الرفع الثابت عند الرکوع، ثم رواہ کنحو روایۃ مسلم قال البخاری من احتج بحدیث ابن جابر بن سمرۃ علی منع الرفع عند الرکوع فلیس لہ حظ من العلم والاختلاف فیہ انہ انما کان فی حال التشھد ـ

بخاری، نسائی، ابن حبان کے سامنے طحاوی کی کیا حقیقت، عینی کے ہم عصر ابن حجر عسقلانی موجود ہیں اور آپ لوگوں کے مدمقابل ہم لوگ ہیں ـ اب آپ اپنی کہئے آپ نے اس کو صریح ممانعت رفع یدین کیسے کہدیا، پھر اس پر سینہ زوری بھی قابل دید ہے ؛

دوسری دلیل کا جواب

رطب و یابس کے جامع نے دوسری حدیث ابن عمر کی خلافیات بیہقی کے حوالہ سے لکھی ہے
اس کا حال سنیئے، یہ حدیث نصب الرایہ زیلعی ص۴۰۹ ج۱ میں ہے۔ اس حدیث کے نقل کے بعد معًا ہی زیلعی نے امام بیہقی کا فیصلہ بھی نقل کر دیا ہے، ملاحظہ ہو فرماتے ہیں: قال البیہقی قال الحاکم ھٰذا باطلٌ موضوع ولا یجوز ان یذکر الا علی سبیل القدح فقد روینا بالاسانید الصحیحۃ عن مالک بخلاف ھٰذا ولم یذکر الدارقطنی فی غرائب حدیث مالک،

یعنی امام بیہقی نے اس حدیث کے بعد فرمایا اپنے استاد حاکم سے کہ یہ حدیث باطل اور موضوع ہے اس کو بیان کرنا روا نہیں البتہ جرح کی بنا پر بے شک ابن عمرؓ سے صحیح سندوں سے مالک کے طریق سے اس کے خلاف مروی ہے، ملا علی قاری نے بھی موضوعات کبیر کے ص۱۱۱ میں اس حدیث پر تعاقب کیا ہے کہتے ہیں: قلت وقد صح عنہ خلاف ذٰلک یعنی بے شک ابن عمر سے اس کے خلاف صحیح ہوا ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی تخریج ہدایہ ص۸۴ میں حاکم کا قول نقل کر کے لکھتے ہیں: وَھُوَ کَمَا قَالَ۔ یعنی یہ واقعی اسی طرح ہے جس طرح حاکم نے کہا ہے۔
رطب یابس کے ذخیرہ کرنے والے کیا یہ صحیح اور صریح رفع الیدین نہ کرنے کی دلیل ہوئی؟ اذا لم تستحیی فافعل ماشئت، کیا بناوٹی پھولوں سے بھی کہیں خوشبو کی امید ہو سکتی ہے!

تیسری دلیل اور اس کا جواب

یعنی حضرت ابن مسعود نے کہا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر

بتاؤں؟ پس پڑھی نہ اٹھائے ہاتھ مگر اول مرتبہ پھر اس کا اعادہ نہیں کیا۔"
علامہ سندھی ابوداؤد کے حاشیہ فتح الودود میں فلم یرفع پر لکھتے ہیں: ظاھرہ یوھم ان قولہ فلم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ قول ابن مسعود فی بیان صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفی نفس الامر لیس کذالک بل قول علقمۃ فی بیان صلوٰۃ ابن مسعود۔

اس حدیث میں لفظ "نہ اٹھائے اپنے دونوں ہاتھوں کو مگر ایک بار" بہ ظاہر یہ وہم ڈال رہا ہے کہ یہ مقولہ حضرت ابن مسعود کا ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز بیان کرنے میں۔ اصل میں سے فی نفس الامر اس طرح نہیں ہے بلکہ یہ مقولہ علقمہ کا ہے ابن مسعود کی نماز کے بیان کرنے میں، یہی وجہ ہے کہ امام ابوداؤد نے اس حدیث کے بعد لکھا اور کہا: ھٰذا حدیث مختصر من حدیث طویل ولیس ھو بصحیح علی ھٰذا المعنی، یہ ابن مسعود کی حدیث لمبی حدیث سے مختصر ہے اور اس معنی اور مطلب کی بنا پر صحیح نہیں، اب اس کا معنی یہ ہوا کہ علقمہ نے کہا: ابن مسعود نے نماز پڑھی اور صرف پہلی ہی بار ہاتھ اٹھایا۔

ترمذی نے عبداللہ بن مبارک سے واضح کیا کہ: لم یثبت حدیث ابن مسعود ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم لم یرفع الا اول مرۃ،

امام دارقطنی اور بزار ابن حبان یہی کہتے ہیں کہ ثابت نہیں، عبداللہ بن المبارک نے کہا، وقد ثبت عندی حدیث رفع الیدین، میرے نزدیک تو رفع یدین کی حدیث ثابت ہے، امام بیہقی نے بھی ابن المبارک کے مقولہ کو بیان کیا ہے اور لکھتے ہیں: قال عبد اللہ کانی انظر الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یرفع یدیہ فی الصلوٰۃ لکثرۃ الاحادیث

وجودۃ الاسانید، یعنی ابن المبارک نے کہا میں کثرت احادیث، جودت اسانید کی بناء پر گویا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو رفع الیدین کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں ۔"

مجھے حنفیہ پر تعجب آتا ہے کہ وہ ابن المبارک کے اس مقولہ کی تردید میں ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگاتے ہیں بے سمجھی سے ابن المبارک مرفوع کی نفی کرتے ہیں موقوف کی نہیں بات کا بتنگڑ بنا دیا صرف سمجھ کا پھیر ہے ۔ ایک بات انصاف کی اور بھی سن لیں کہ اس حدیث میں ابن مسعود نے اپنے شاگردوں سے یہ بات کہی کہ میں تمہیں نبی کی سی نماز پڑھاؤں ؟ انہوں نے اپنے شاگردوں کو پڑھائی اس میں انہوں نے پہلی ہی مرتبہ ہاتھ اٹھایا پھر نہیں اٹھایا اور دونوں شاگردوں کے بیچ میں کھڑے ہوئے اور رکوع و تشہد میں زانو پر ہاتھ نہیں رکھا بلکہ گھٹنوں کے درمیان دونوں ہاتھوں کو رکھ لئے ۔ امام محمد نے تو صرف ایک بات کے سوا تمام باتوں کو رد کر دیا جس سے معلوم ہوا کہ مذہب حنفی کا مدار ابن مسعود پر بھی نہیں ۔ وقت پر انہیں بھی جواب دیدیا جاتا ہے ۔ حنفیوں کو تو تینوں باتیں ماننی چاہییں اس لئے کہ نماز نبوی کی نقل کر کے دکھائی تھی ۔

میں دریافت کرتا ہوں مذہب کی لاج رکھ کر انصاف کو مدنظر رکھتے ہوئے ایمانداری سے کہیں کہ ان کے زمانہ میں کیا کوفہ میں کوئی صحابہ زندہ تھے بھی یا نہیں اور کسی ایک صحابی نے ان کی اس نماز کی تصدیق بھی کی تھی ۔ مجھے تو اتنا معلوم ہے کہ ان کے اس تطبیق کے عمل کی تردید حضرت سعد بن ابی وقاص عشرہ مبشرہ نے برابر کر دی تھی جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ میں ہے اور ہمارے حنفیہ بھی اسے تسلیم نہیں کرتے ۔ جب نبی کی نماز اسی طرح تھی تو پھر نہ ماننے کے کیا معنی ہوئے ! لیجیے ہم آپ کو ایک حدیث اسی ابوداؤد سے بتاتے ہیں کہ جس میں ایک صحابی

دس صحابہ میں نبی کی نماز کا دعویٰ کر کے بتاتا ہے اور سب کے سب ہی اس کی بتائی ہوئی نماز کو تسلیم بھی کر لیتے ہیں۔ میں اس کو امام زیلعی حنفی کی نصب الرایہ مطبوعہ مصر کے ص۳۱ ج۱ سے نقل کرتا ہوں گو زیلعی نے اس حدیث کو بحوالہ بخاری لکھا ہے مگر یہ اصل میں ابوداؤد وغیرہ سنن کی ہے۔ ان لفظوں سے گو بخاری میں بھی ہے مگر مختصر طریقہ سے ابوحمید ساعدی دس صحابہ کی مجلس میں ببانگ دہل دعویٰ سے للکارتے ہیں کہ: انا اعلمکم بصلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قالوا فواللہ ماکنت باکثرنا تبعًا ولا اقدمنا لہٗ صحبۃً۔ خدا کی قسم یہ کیسے ہو سکتا ہے نہ تو تو ہم سے زیادہ صحبت میں پہلے ہے اور نہ ہی تابعداری میں۔ ابوحمید فرماتے ہیں "بلیٰ" کیوں نہیں، اس پر سب نے متفقہ طور پر کہا فَاعْرِضْ لاؤ اس نماز کو ہم لوگوں کے روبرو پیش کرو تب انہوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے، قرأت کے بعد رکوع کرتے تو اس وقت بھی رفع الیدین کرتے پھر رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی رفع الیدین کرتے پھر جب تشہد پڑھ کر تیسری کے لئے کھڑے ہوتے تو رفع الیدین کرتے جیسے ابتدا نماز میں کرتے پھر ہر نماز میں اسی طرح کرتے۔ پوری نماز انہوں نے دس صحابہ کے روبرو پیش کی قالوا صدقت ھٰکذا کان یصلی، سب نے متفقہ طور پر کہا تم نے سچ کہا اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے۔ یہ حدیث طحاوی کی معانی الآثار ص۱۵۲ ج۱ میں بھی ہے، یہ حدیث قریب قریب سب کتابوں میں ہے مسلم میں نہیں۔ بخاری کی صحیح میں ہے مگر مختصر ترمذی بلکہ تمام محدثین نے اس حدیث کی تصحیح بھی کر دی ہے۔ زیلعی نے اس جگہ لکھا ہے کہ ضَعَّفَہُ الطَّحَاوِیُ بِمَا یَاْبِیْ۔ یعنی طحاوی نے اسے ضعیف

کہا ہے جس کا ذکر آگے آتا ہے"۔ زیلعی نے آگے چلکر ص۱۴۱ ج۱ ہی میں طحاوی کی تضعیف کو بیان کر کے اس کی بوجہ الاتم تردید کر دی۔

طحاوی کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ محمد بن عمرو بن عطار نے ابوحمید سے اور نہ ہی ان کے ہمراہیوں سے یہ حدیث سنی ہے، ابوحمید اور محمد بن عمرو کے درمیان ایک نامعلوم آدمی ہے محمد بن عمرو نے ابوقتادہ کا حاضر ہونا بیان کیا ہے اس کی ایسی عمر نہ تھی کہ ان سے روایت کر سکے اس لئے کہ ابو قتادہ کو قتل ہوئے ایک زمانہ گزر چکا تھا وہ حضرت علی کے ہمراہ شہید ہوئے تھے اور حضرت علی نے ان پر نماز جنازہ ادا کی تھی، اس حدیث کو عطاف بن خالد نے محمد بن عمرو سے روایت کیا ہے اس نے ان کے درمیان ایک آدمی داخل کیا ہے وغیرہ طحاوی کے کلام کو ذکر کیا، امام زیلعی ان سب کا جواب امام بیہقی کی کتاب المعرفہ سے واضح فرماتے ہیں۔ امام بیہقی کے لفظوں میں لکھتے ہیں: اجاب البیھقی فی کتاب المعرفۃ فقال، انہوں نے کہا کہ طحاوی کا عبدالحمید بن جعفر کو ضعیف کہنا سو یہ مردود ہے اس لئے کہ یحییٰ بن معین نے وَثَّقَہٗ فِیْ جَمِیْعِ الرِّوَایَاتِ عَنْہُ، تمام اس کی روایتوں میں ثقہ کہا ہے، اسی طرح احمد بن حنبل نے، امام مسلم نے اس سے حجت پکڑی ہے رہا انقطاع کا طحاوی کا کہنا سو وہ اس طرح نہیں بلکہ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں ان کا ابوحمید سے سننے کا فیصلہ دیا ہے۔ طحاوی کا کہنا کہ ابوقتادہ ابن عباس حضرت علی کے ہمراہی میں شہید ہو چکے تھے سو یہ روایت شاذ ہے۔ شعبی نے یہ بیان کیا ہے جس پر تمام مورخوں کا اجماع ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ ابوقتادہ ۵۴ھ تک زندہ رہے۔ امام ترمذی، واقدی اور لیث اور ابن منداہ نے صحابہ میں بیان کیا ہے۔ غرض طحاوی کے تمام اعتراضوں کا زیلعی نے دفعیہ کر دیا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے تلخیص میں ایک معقول بات کہی ہے محمد بن عمرو کے متعلق، وہ یہ کہ محمد بن عمر جو عطاف سے روایت کرتے ہیں وہ محمد بن عمرو بن علقمہ بن وقاص لیثی مدنی ہیں یہ ابو قتادہ سے ملاقی نہیں بلکہ ان کے قریب تک نہیں یہ تو ابو سلمہ بن عبد الرحمن وغیرہ کبار تابعی سے روایت کرتے ہیں ہاں محمد بن عمرو جس سے عبد الحمید بن جعفر روایت کرتے ہیں وہ محمد بن عمرو بن عطار تابعی کبیر ہیں، امام بخاری نے بالجزم ان کا ابو حمید سے سننا ارشاد فرمایا ہے اس حدیث کے کئی طرق ہیں ابو حمید ہی سے بعض ہیں ان دس میں محمد بن مسلمہ وابو اسید وسہل بن سعد کا ذکر آتا ہے جیسے ابن ماجہ میں سہل بن سعد سے وارد ہے ۔ امام بن خزیمہ نے بھی کئی طرق سے اسے ذکر کیا ہے ملاحظہ ہو تلخیص ص ۸۳-۸۴ ج ۱،

بہر صورت یہ حدیث صحیح اور دس صحابہ میں نماز کا پیش کرنا اور دسوں ہی کا اس کی تصدیق کرنا کوئی معمولی بات ہے! ابو حمید ساعدی کی اس روایت کی تائید مسلم کی حدیث وائل بن حجر میں بھی موجود ہے انہوں نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع الیدین کے ساتھ نماز پڑھتے دیکھا ہے ۔ مالک بن الحویرث نے بھی آپ کو رفع الیدین کے ساتھ پڑھتے دیکھا ہے ۔ یہ بھی مسلم میں ہی ہے : ابن عمر رضؓ نے بھی آپ کو رفع الیدین کے ساتھ نماز پڑھتے دیکھا ہے ۔ دیکھو بخاری وغیرہ ۔ بلکہ ابن ماجہ السنن، دارمی میں ابو موسیٰ اشعری رضؓ سے مروی ہے کہ ہل ارکم، کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ بتاؤں؟ پھر انہوں نے ابتداء نماز در کوع جاتے اٹھتے رفع الیدین کیا پھر لوگوں سے کہا ھٰکذا فاصنعوا، تم اسی طرح کیا کرنا ۔ اس کے علاوہ اور بھی صحابہ کا آپ کی نماز کا دیکھنا اور رفع الیدین کا کرنا بتانا ثابت ہے ۔

اب خدا لگتی کہیں ابن مسعود اکیلے نہ تنہا وہ بھی اپنے گھر میں اپنے شاگردوں میں بیٹھ کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز بتانے کا دعویٰ کریں وہ صحیح یا جو صحابی دس صحابہ کی جماعت میں دعویٰ کرے اور دعویٰ کی موافقت بھی دسوں سے کرائے اور دوسرے صحابہ بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز رفع الیدین سے بیان کریں وہ صحیح ؟ خداوند انصاف نصیب کرے ابن مسعود کی نماز میں تو صحابہ نے بھی نقص نکالا، آپ کے امام محمد وغیرہ علماء نے بھی نقص نکالا بلکہ صاف کہدیا کہ ابن مسعود کی ان تینوں باتوں کو ہم نہیں لیتے دیکھو کتاب الآثار امام محمد ص۲۲، ان احادیث کے علاوہ بے شمار صحابہ سے رفع الیدین کا ثبوت موجود ہے اور حدیثوں کی کتابیں لبریز پڑی ہیں، کم از کم زیلعی کی نصب الرایہ صفحہ ۱۶، ۱۷، ۱۸ ہی ملاحظہ کرلیں دور نہ جائیں ۔ مگر دیکھنے کے لئے آنکھوں کی ضرورت ہے، تسلیم کے لئے دل کی ضرورت ، خداوند توفیق بخشے ۔

یہ نفس حدیث ابن مسعود کے ضعف وغیرہ پر آپ کو زور نہیں دیتا صحیح ہی مان لو مگر آپ خود ابن مسعود کی نماز کو نہیں تسلیم کرتے اس کا کیا علاج کیا "ہاتھی کے دکھانے کے دانت اور، اور چبانے کے اور" اسی کو تو نہیں کہتے؟ گریبان میں منہ ڈال کر سوچئے پھر ہمت ہو تو میدان میں قدم رکھیئے صرف رطب یابس کے جمع کر لینے سے کام نہیں چل سکتا ۔

چوتھی دلیل کا جواب حضرت ابن مسعود کی روایت اس جگہ مرفوع مسند امام اعظم کے حوالہ سے لکھی ہے ۔ مسند امام اعظم خوارزمی میں اس حدیث کی تخریج اس طرح کی ہے :- اخبرنا ابو محمد البخاری عن محمد بن ابراهیم بن زیاد الرازی عن

سلیمان الشاذکونی قال سمعت سفیان بن عیینہ یقول
اجتمع ابوحنیفۃ والاوزاعی رضی اللہ عنہما

معلوم ہوگیا کہ یہ حدیث اسی مناظرۂ اوزاعی میں پیش کردہ ہے، میں علی وجہ بصیرت دعوی سے کہتا ہوں کہ ابن مسعود کی ان الفاظ اور اس سند سے کسی کتاب میں نہیں اگر نظر آتی ہے تو اسی مناظرۂ اوزاعی ہی کے ضمن میں جسے ابومحمد حارثی بخاری نے اپنی سند سے روایت کیا ہے، اس کے رجال کا حال ملاحظہ ہو۔ سب سے پہلے ابومحمد بخاری مخرج اس قصہ کے ہیں ان کا نام گرامی عبداللہ بن یعقوب بن الحارث الحارثی البخاری صاحب المسند ابومحمد ہے جواہر المضیہ حنفیہ کی مستند کتاب ہے جو حیدرآباد میں دو جلدوں میں طبع ہوئی ہے اس میں ہے: وکان غیر ثقۃ ولہ مناکیر، یہ تو ایک فاضل حنفی کی شہادت ہے، امام ذہبی فرماتے ہیں میزان میں عبداللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی البخاری الفقیہ عرف بالاستاذ قال ابن الجوزی قال ابوسعید الرواس یتہم بوضع الحدیث

وقال احمد السلیمانی کان یضع ھذا الاسناد علی ھذا المتن وھذا المتن علی ھذا الاسناد وھذا ضرب من الوضع۔ متہم بالوضع ہے۔ خطیب بغدادی نے کہا "لایحتج بہ" حجت کے قابل نہیں، سمعانی انساب میں لکھتے ہیں "لم یکن موثوقا بہ فیما ینقلہ" اور لکھا ہے کہ حفاظوں نے اسے اپنی تواریخوں میں ذکر کیا ہے مگر سب ہی نے اسے مناکیر اور اباطیل روایت کرنے کے ساتھ بیان کیا ہے۔ لبندموسیٰ بھی یہی ہے، محمد طاہر فتنی نے قانون الموضوعات میں لکھا ہے: "متہم بوضع الحدیث" اب دوسرا راوی ملاحظہ ہو محمد بن ابراھیم بن زیاد الرازی، میزان

میں ہے : ضعفہ ابو احمد الحاکم قال الدارقطنی متروک ،
لسان المیزان میں ہے : رجل یضع الحدیث ۔ یہ دارقطنی کا مقولہ
بیان کیا ہے ۔ تیسرا راوی شاذکونی ہے اس کا نام سلیمان بن داؤد ہے
اسماء رجال طحاوی ص۴۳ جسے اہل دیوبند نے طبع کرایا ہے اس میں ہے :۔
قد اجتمع النقاد الجیاد علی الجرح فیہ بالکذب والوضع ،
یعنی نقادین حدیث نے اجماع کیا ہے اس کے جھوٹ اور وضع پر ، یہ راوی
جھوٹا اور حدیثوں کا بنانے والا ہے ۔
جواہر المنیفہ میں ہے شاذکونی واہ یہ راوی بھی بشہادت حنفیہ وضاع
کذاب ٹھیرا لیجئے اوزاعی والا قصہ ہی ختم ہوگیا ، اس کی بنیاد ہی بے پایہ
کی ثابت ہوئی ۔ پھر اس کو صریح اور صحیح دلائل عدم رفع الیدین میں ذکر کرنے
میں کچھ تو حیا طاری ہونی چاہیئے تھی ۔ رطب یابس کے جمع کرنے والے
کے رسالہ کا زیادہ تر سرمایہ اسی قصہ پر ہے جس کی اصلیت پر پانی پھر گیا
اگر کچھ غیرت ہے تو آئندہ اس کا نام تک نہ لیں ، اس قصہ کی لطافت اور
ظرافت تو سیرۃ النعمان کے رد میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں ، مولٰنا رحیم آبادی
نے ایک نفیس مقالہ تحریر فرمایا ہے جو دیکھنے پر موقوف ہے ۔

پانچویں دلیل کا جواب :

ابن مسعود کی وہ روایت کہ جس میں
ابوبکر و عمر و نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے
ہمراہ نماز کا ذکر ہے اور ان کا عدم رفع الیدین کا ذکر ہے ، یہ حدیث دار
قطنی اور ابن عدی کی ہے ، مولٰنا عبدالحی لکھنوی تعلیق الممجد ص۸۹ میں
لکھتے ہیں : فیہ محمد بن جابر متکلم فیہ و یخالفہ ما اخرجہ
ابوداؤد عن میمون کما مر عن التحقیق ،

علامہ زیلعی حنفی نصب الرایہ ص۳۹۶ ج۱ مطبوعہ مصر میں اس حدیث کو دارقطنی، بیہقی، ابن عدی سے بیان کر کے لکھتے ہیں: قال الدارقطنی تفرد بہ محمد بن جابر وکان ضعیفا عن حماد عن ابراھیم وغیر حماد یرویہ عن ابراھیم مرسلا عن عبد اللہ من فعلہ غیر مرفوع وھو الصواب۔

بہرصورت یہ روایت مرفوع ثابت نہیں۔ میزان میں ہے: ضعفہ ابن معین والنسائی وقال البخاری لیس بالقوی قال ابو حاتم ساء حفظہ فی الآخر وذھبت کتبہ وقال احمد لایحدث عنہ الاشر منہ،

محمد طاہر فتنی قانون الموضوعات میں لکھتے ہیں: محمد بن جابر الیمامی متروک،

نصب الرایہ ص۳۹۷ ج۱ میں ہے: ومحمد بن جابر تکلم فیہ ائمۃ الحدیث واحسن ما قیل فیہ انہ یسرق الحدیث من کل من یذاکرہ حتی کثرت المناکیر والموضوعات فی حدیثہ وممن تکلم فیہ البخاری قال فیہ لیس بالقوی وقال ابن معین ضعیف۔ جس راوی کا یہ حال ہو اس کی حدیث بھی کہیں صحیح ہو سکتی ہے؟

چھٹی دلیل کا جواب:

جامع رطب و یابس نے حدیث براء بن عازب کو چھٹی دلیل ترک رفع یدین میں صریح صحیح مرفوع سے متصف کر کے پیش کیا ہے، آپ کو اس حدیث کے بیان کے بعد اسناد حدیث کی توثیق بیان کا شوق بھی معاً لاحق ہو گیا،

آپ نے ابوداؤد کی سند پیش کر کے اس حدیث کے رجال شمار کرائے ہوئے چار واسطے براء تک ذکر کیے: (۱) محمد بن الصباح بزار (۲) شریک (۳) یزید بن ابی زیاد، (۴) عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ۔

آپ کی عقلمندی کا جائزہ لیں صرف ایک راوی کا تعارف اور توثیق بیان کرنے لگے، یا کہ یہ راوی صحاح ستہ کے راویوں میں سے ہیں اس لئے روایت بالکل صحیح ہے، آپ کی ہوشیاری کہیے، چالبازی کہیے یا ابلہ فریبی سب بالکل بجا ہے، تین راویوں کا تعارف نہ کرنے میں ہی آپ نے اپنی فائز المرامی کا راز تصور فرمالیا، اگر ان کو آپ محک ونقد رجال کے بورڈ پر لاتے تو قلعی کھل جاتی مگر کیا ایک انسان اندھا ہو جاوے، آنکھوں پر چند ھی کس لے تو کیا کل مخلوق ہی ویسی ہوں گی؟

قدرے ہوش سنبھالیے اور سنئے کہ محمد بن الصباح بزار جیسے آپ صاحب مسند بزار سمجھے ہیں غلط ہے بلکہ یہ تو صاحب سنن ہیں طبقہ ثامنہ سے اور صاحب مسند ان کا نام ہے ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق البصری بزار یہ طبقہ عاشرہ سے ہیں، صاحب متن بخاری وغیرہ کے اساتذہ سے ہیں صاحب مسند اساتذہ سے نہیں۔

خیال رہے یہ تذکرۃ الحفاظ کے چھان بین سے آپ کو معلوم ہو گا اس پر طرہ یہ کہ آپ لکھتے ہیں: "اس کے راوی بھی سب ثقہ ہیں" لیجئے اس کے راویوں کا حال بھی سنئے:۔ دوسرا راوی شریک ہے، یہ شریک ابن عبداللہ القاضی الکوفی ہیں، رجال طحاوی صفحہ ۲ میں ہے: صدوق یخطئ کثیرا تغیر حفظہ منذ ولی بالکوفۃ، صدوق ہے مگر بہت ہی غلطیاں کرتا ہے، ان کا حافظہ جب سے کوفہ کے عامل ہوئے

خراب ہو گیا تھا۔"

یہ ہے حنفی کی شہادت، اب امام ذہبی کی سنئے، ابن المبارک کہتے ہیں شریک کی حدیثیں کچھ نہیں۔ جوزجانی کہتے ہیں سیّٔ الحفظ تھے اور مضطرب الحدیث بھی ـــ یحییٰ بن معین کہتے ہیں: شریک ثقہ ہے مگر غلطیاں کرتا ہے، اور اتقان کا مادہ اس میں نہیں، دارقطنی نے کہا قوی نہیں اپنے تفردات میں ـــ اب تیسرے راوی کی سنیں: یہ یزید بن ابی زیاد، رجال طحاوی ص۱۶۱ میں ہے یزید بن ابی زیاد الهاشمی مولاهم الکوفی ضعیف کبر فتغیر فصار یتلقن وکان شیعیا۔ یعنی یہ ضعیف ہے، کبر رسیدہ بوڑھا ہو گیا تھا، تلقین کو قبول کر لیتا تھا اور تھے یہ حضرت شیعی۔ میزان میں ہے: یحییٰ القطان نے کہا قوی نہیں، قابل حجت نہیں۔

ابن المبارک کہتے ہیں: اسے پھینکدو!

شعبہ کہتے ہیں: موقوفات کو خوب مرفوع بنا دیا کرتا تھا، اس کی یادداشت خراب تھی۔"

محمد طاہر فتنی قانون الموضوعات میں لکھتے ہیں: "والجمہور علیٰ تضعیفہ" جمہور کا اس کی تضعیف میں اتفاق ہے۔

جو مفاد اوی ثقہ ہے، حاطب اللیل صاحب کم از کم نصب الرایہ زیلعی ہی کو دیکھ لیتے، زیلعی ص۴۰۲ ج۱ میں امام احمد سے لکھا ہے یہ حدیث واہی ہے، ایک زمانہ تک یزید براء کی حدیث میں "ثم لا یعود" کو ذکر نہیں کرتا تھا مگر جب اسے تلقین کی گئی تو اس کے بعد سے اس لفظ کو ذکر کرنے لگا دارقطنی نے یزید کا خود اس مضمون سے انکاری ہونا بیان کیا ہے، سفیان سے بیان کیا کہ مجھے یزید بن زیاد نے مکہ میں براء کی حدیث بیان کی اس میں

لایعود کا کلمہ نہ تھا، مگر جب اس نے مجھے کوفہ میں جاکر یہ حدیث بتائی تو وہاں سے اس لفظ کو بیان کرنے سنا،

ایمان داری اور انصاف کو ملحوظ رکھتے ہوئے فرمائیے کہ کیا یہ حدیث صریح اور صحیح ہوئی اور نیز اس کے رجال کی توثیق — خداوند ہی سمجھ دے، مجھے تعجب آتا ہے ایک رو کا نادار انسان دین میں بھی اپنی دوکان داری اور ہوشیاری کرنے کو اپنا فخر سمجھتا ہے، سچ ہے دُھن رے دُھنیا اپنی دُھن سے،

ساتویں دلیل کا جواب:

حاطب اللیل جامع رطب یابس نے ساتویں دلیل عباد بن الزبیر کی روایت بیان کی آپ نے درایہ کے صـ۸۴ کا تو حوالہ دید یا مگر ابن حجر نے جو اصل اس پر ریویو کیا تھا اس کو بلا ڈکار سے ہضم کر گئے، حافظ نے اس کے ذکر کے بعد کہا ہے: وفی اسنادہ ایضاً من ینظر فیہ، یعنی اس روایت کی سند میں رجال قابل غور و نظر ہیں) - یہ روایت نصب الرایہ زیلعی مصری کے صـ۴۰۴ جزا میں بھی ہے، زیلعی نے کہا: وعباد ھذا تابعی فھو مرسل - عباد تابعی ہے صحابی نہیں لہذا حدیث مرسل ہے مرفوع نہیں ہے،

ہمارے حاطب اللیل جامع رطب یابس مرفوع احادیث کے زمرہ میں شمار کر رہے ہیں جو صریح غلط ہے، مرسل مرفوع کے مقابل قابلِ احتجاج بالاتفاق نہیں، حنفیہ بھی تو اس مرسل کو نہیں مانتے اگر مانتے تو عیدین اور وتر میں رفع الیدین نہ کرتے، یہ مرسل کس قدر واضح ہے کہ ثم لم یرفعھما فی شئ حتی یفرغ - افتتاح صلوٰۃ بھی عام

ہی ہے فرض، دنابیات سب کو شان ہے، ادھر ہاتھ لائیے کیسی بیتہ کی کہی اب آپ اپنے حنفی بھائیوں سے اس پر عمل کرتے ہوئے علاوہ افتتاح عیدین و وتر میں بھی ترک کرا کر چھوڑئیے تب ہیں آپ کی بہادری کی برابر داد دوں گا بلکہ دوسروں سے بھی دلا کر ہی سانس لوں گا خدا نے چاہا تو، ہمت کیجئے!

لومٹ: - آپ ان حدیثوں کو نقل فرما کر یوں گوہر افشانی بھی فرماتے ہیں:

"جتنی حدیثیں نقل کی ہیں ان کے تمام راوی ثقہ ہیں، سب کی دلیلیں پیش کرتا لیکن کتاب کے طویل ہونے کی وجہ سے یہاں نقل نہیں کی ہیں۔"

اجی حضرت! تو ہم نے تو نقل کر ہی دیا ہے جس سے آپ کی صداقت اور آپ کے ڈھول کا پول بھی واضح ہو گیا، اب پھر سے تو کہیئے کہ ان کے تمام راوی ثقہ ہیں! آئیے میدان میں، قدم رنجہ فرمائیے خدا کا نام لیکر خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو،

سات دلیلوں کے بعد آپ فرماتے ہیں :- "اب صحابہ کے طریقہ کو بھی ملاحظہ فرمائیں۔"

بڑی خوشی سے - آپ نے سرخی قائم کی :- "آثار صحابہ ترک رفع یدین" آپ نے پہلا اثر امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا مگر نمبرات کو بڑھانے کی غرض سے تعداد قائم رکھی۔

محققین کی دلیل کا جواب: اثر امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ

علامہ زیلعی نے نصب الرایہ ص ۲۱۳ ج ۱ میں اس اثر پر کلام طحاوی لکھ کر بایں اسلوب تعاقب کیا ہے، لکھتے ہیں

واعترضه الحاكم بان هذه رواية شاذة لايقوم بها حجة ولاتعارض بها الاخبار الصحيحة عن طاؤس بن كيسان عن ابن عمر ان عمر كان يرفع يديه في الركوع و عند الرفع منه وروى هذا الحديث سفيان الثوري عن الزبير ابن عدي ولم يذكر فيه لم يعد ثم رواه الحاكم وعنه البيهقي بسنده عن سفيان عن الزبير بن عدي عن ابراهيم عن الاسود ان عمر كان يرفع يديه في التكبير،

زیلعی کہتے ہیں حاکم نے طحاوی کے کلام پر اعتراض کیا ہے اور کہا کہ یہ روایت ہی اصل میں شاذ ہے ایسی روایتوں سے دلیل قائم نہیں ہوا کرتی اور نہ ہی صحیح روایتوں کا مقابلہ ہو سکتا ہے، طاؤس بن کیسان نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ عمر رض رفع الیدین رکوع میں جاتے اور اٹھتے کیا کرتے تھے، اس حدیث کو سفیان نے زبیر بن عدی سے روایت کیا ہے اس میں لم یعد کے لفظ کو ذکر تک نہیں کیا، پھر حاکم و بیہقی نے اپنی سند سے سفیان عن زبیر بن عدی عن ابراہیم عن اسود سے روایت کیا کہ عمر رض رفع الیدین کرتے تھے تکبیر میں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی تخریج ہدایہ میں اس کو نقل کر کے لکھتے ہیں:

ولیس فیہ ثم لایعود وقد رواہ الثوری وھو المحفوظ،

یعنی حاکم اور بیہقی نے اس کو روایت کیا ہے مگر "لایعود" اس میں نہیں، ثوری نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور یہی اصل میں محفوظ ہے۔

ہمارے رطب یابس کے جامع حاطب اللیل نے ابن حجر سے رجال کی توثیق تو نقل کر دی مگر اصل بات چھپا دی، زیلعی نے اس روایت کو

شاذ کہا، بھلا شاذ کے ہوتے ہوئے بھی کہیں حدیث صحیح کہلا سکتی ہے؟ صحیح کی تعریف اصول حدیث میں دیکھو!

لیجئے صاحب! یہی سند انہیں عمرؓ سے بیہقی کی سُنن کبریٰ ص۷۵ ج۲ میں ملاحظہ ہو، حضرت عمرؓ کان یرفع یدیہ الی المنکبین، کندھوں تک رفع الیدین کرتے تھے اب فرمائیے آپ کہاں تک اٹھائیں گے؟ حضرت عمرؓ کندھوں تک کے قائل ہیں آپ نے ان کا کہنا تسلیم کیا اگر نہیں تو کیوں؟ کیا علیکم بسنتی اس جگہ نہیں یہ کوئی اور ہیں اگر صحیح ہے تو پھر عمل کیجئے اور اپنے تمام مذہبیوں سے کرائیے، مگر آپ حضرات تو کانوں ہی کو لئے پھریں گے یہاں انصاف کی ضرورت ہے حدیث صحیح بھی ہو اور شاذ بھی ہو یہ عجیب گورکھ دھندا ہے!

جامع رطب یابس اہل حدیثوں کو درایت عقل وفہم سے کام لینے کی ہدایت فرماتے ہیں اور بعید از عقل بتانا چاہتے ہیں کہ بھلا رات اور دن میں پانچ وقت نماز میں رفع یدین کریں اور ان کو اطلاع نہ ہو، ہرگز ہرگز نہیں، اور نہ کسی کے خواب وخیال میں یہ بات آسکتی ہے ہاں آپ مکرر سوچئے اور پھر مجھے کہنے دیجئے کہ رات ودن پانچ نمازوں میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھے جاتے تھے، تشہد میں رانوں پر ہاتھ رکھے جاتے تھے اس کی اطلاع ابن مسعود جیسی ہستی رات ودن ہمراہ رہنے والی کو معلوم نہو، ہرگز نہیں یہ کسی کے خواب وخیال بلکہ وہم وگمان میں بھی یہ بات نہیں آسکتی —

رطب یابس کے جامع صاحب! اس پر صاد تو کیجئے، جن صحابہ کو ابن مسعود کی یہ ہیئت معلوم ہوئی کیا کہا تھا صحیح مسلم کھول کر پھر فرمائیے،

جناب من! تشہد میں آدمی کی نظر ہمراہ والے پر ہوسکتی ہے، رکوع میں

نظر واقع ہوسکتی ہے، بخلاف قیام، رکوع میں جاتے اور اٹھتے نظر ممکن ہے نہ واقع ہو، اس لیے کہ ایک تو ابن مسعود کا قد ہی کوتاہ بقدر رجل جالس اور پھر نماز میں نظر کہاں رکھنی چاہیے اس کا بھی خیال، خشوع نظر اٹھانے کی اجازت نہیں دیتا آپ کے یہاں بالخصوص۔ علاوہ ازیں امام مقتدی سے پہلے رکوع سے کھڑا ہوگا یہ بھی عدم رویت کی وجہ ہے ابن مسعود کا کہنا بالکل بجا ہے کہ میں نے اول مرتبہ ہاتھوں کو اٹھاتے دیکھا مگر بعد میں نہیں دیکھا، ہمیں بھی ان کی ذات سے یہی گمان ہے کہ وہ اپنی نظر قدموں اور سجدہ کی جگہ ہی رکھا کرتے ہوں گے مگر رکوع اور تشہد تو اس نظر کو مانع نہیں پھر کیوں انہوں نے گھٹنوں پر ہاتھ رکوع اور تشہد میں نہیں رکھا، اپنے طحاوی کی مدد حاصل کریں جس نے یہ روایت ایجاد کی ہے۔

نویں دلیل کا جواب: اس نمبر میں علی کرم اللہ وجہہ کا اثر بیان کیا ہے زیلعی وعینی نے اس کی صحت بھی بیان کی اور حافظ نے توثیق رجال بھی بیان کیا، سب کچھ ہے مگر عبدالرحمن بن مہدی جیسی ہستی سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب رفع الیدین ص۵ میں لکھا ہے کہ: ذکرت للثوری حدیث النہشلی عن عاصم بن کلیب فانکرہ، کہتے ہیں میں نے ثوری سے نہشلی کی وہ روایت جو عاصم بن کلیب والی ہے پیش دذکر کیا تو انہوں نے اس حدیث کی صحت سے انکار کر دیا، میرے علم میں ان کا کہنا بالکل صحیح ہے اس لئے کہ میزان ذہبی میں ہے: امام ابن المدینی نے فرمایا لایحتج بما انفرد بہ، یعنی جن حدیثوں میں یہ منفرد ہیں وہ قابل احتجاج نہیں، ثوری نے جو انکار کیا وہ اسی انفراد ہی کی وجہ سے ــ عاصم بن کلیب کا اگر متابع کوئی کسی کو معلوم ہو پیش کرے

اور پھر یہ اثر ہے ، ان کی مرفوع تو علیحدہ رہی دوسرے صحابہ کی مرفوعات صحیحہ اس کے خلاف ہیں ۔ اصول تو صرف اسی قدر کہتا ہے کہ راوی اپنی مروی عنہ کے خلاف کرے تو اس کی مرفوع میں نسخ کا گمان ہے ۔ نیز اصول مسلمہ ہے کہ موقوفات مرفوع روایات کے معارض نہیں ہوا کرتے تساوی فی الوصف والقوۃ شرط ہے ، یہی ایک کلمہ رطب یابس کے جامع کے رسالہ کا پورا جواب ہے ۔

جس قدر اس رسالہ میں طحاوی وغیرہ سے دردسری کے کمالات مندرج ہیں اسی وقت کار آمد ہو سکتے ہیں کہ اس نفس مسئلہ میں ان اثر والوں کے علاوہ صحابہ سے مرفوع کوئی روایت ہی نہ ہو یہاں تو بے شمار صحابہ سے روایتیں اس امر میں وارد ہیں ، دس صحابہ کا اتفاق کیا کافی نہیں ہے ان اثرات میں تو آپ کو ان میں سے ایک بھی نظر نہ آوے گا خدا نے چاہا تو پھر یہ دردسری فضول ، بیکار نہیں تو اور کیا ہو سکتا ہے ، مثل ہے : ڈوبتے کو تنکوں کا سہارا ۔

اس میں ابن مسعودؓ کا فعل مذکور ہے ۔

دسویں دلیل کا جواب : ابن مسعود سوائے افتتاح کی تکبیر کے نماز میں کسی جگہ رفع الیدین نہیں کرتے تھے ، رطب یابس کے ذخیرہ کرنے والے اس پہ مزید حاشیہ چڑھاتے ہیں شرح مشکوٰۃ سے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی امت کے لئے وہ چیز پسند کرتا ہوں جو عبد اللہ بن مسعود پسند کریں اور جس چیز کو وہ ناپسند کریں میں اپنی امت کے لئے ناپسند کرتا ہوں ۔

حضرت والا ! ہوش میں آجایئے اور آئندہ گھٹنوں پہ رکوع

اور تشہد میں ہاتھ رکھنا چھوڑ دیں، تین آدمی ہوں تو امام کو بیچ ہی میں کھڑا کیا کریں اور قنوت اور عیدین میں رفع الیدین کو بھی خیرباد کہہ دیجئے یہ ہمارا کہنا ٹھیک ہے یا نہیں، کیا آپ کو ابن مسعود کی پسندیدگی اور ناپسندیدگی کا خیال نہیں، اپنے تمام بھائیوں سے کہیے اور اس روایت پر عمل کیجئے اور کرائیے؛ ملتہ در القائل ؎ خود را فضیحت دیگرے را نصیحت - فرمائیے ہم آپ کو کب سے اس روایت پر عمل کرتے اپنی نظروں سے دیکھیں ؟!

گیارہویں دلیل کا جواب: اس میں اثر ابن عمر مجاہد کے طریق سے بیان کیا ہے آپ اس کی تصحیح وغیرہ بھی بیان کر رہے ہیں - پہلے زیلعی طبع مصر ص۴۰۹ ج ۱ میں ملاحظہ ہو، اس اثر کا زیلعی حنفی ہی نے دفعیہ کر دیا ہے ثانیاً التعلیق الممجد مولانا عبدالحی لکھنوی کے ص۸۹ ط۹ میں ملاحظہ ہو، طحاوی کے نسخے کے گمان کی خوب ہی قلعی کھولی ہے اور ثابت کیا ہے کہ اس طرف ابوبکر بن عیاش عدم رفع کے ناقل ہیں تو دوسری طرف ربیع، لیث، طاؤس، سالم، نافع ابوالزبیر، محارب، ابن وثار وغیرہم کہتے ہیں: رأینا ابن عمر یرفع یدیہ اذا کبر و اذا رکع -

پھر لیجئے سو سنار کی ایک لوہار کی، اس عدم رفع کے راوی مجاہد ہیں اب لیجئے، مجاہد کا اپنا ذاتی عمل دیکھو امام وکیع، مجاہد کا رفع الیدین ان مقامات میں کرنا نقل کرتے ہیں بلکہ اپنا مشاہدہ دیکھو جزو رفع الیدین امام بخاری ص۱۱ کیا اچھا فال ہے کہ حضرت رطب یابس کے جامع کا نمبر بھی اس اثر کا ص۱۱ ہی اور اس کی بیخ کنی کا بھی ص۱۱ ہی کا ہے، اسی صفحہ میں تین روایتیں فعل مجاہد مذکور

ہیں ۔ چوتھی جگہ ص۱۵ میں گو یہ اثر مجاہد اور کتابوں میں بھی ہے مگر میں اسی کے حوالہ پر اکتفا کرتا ہوں ، کہیئے راوی کا اپنے مروی کے خلاف عمل کرنا منسوخ ہے فللہ الحمد ۔

ہمارے رطب یابس کے جمع کرنے والے حضرت کو نہیں جس قدر صحابہ تھے سب کو عدم رفع الیدین کے قائلین اور عاملین بنانے میں اپنے مذہبی علماء کی تقلید میں ایڑی سے چوٹی تک کی سعی کر لی مگر محض بے سود ، لا حاصل ، چاہیئے وہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد ہوں یا حضرت علیؓ کے ، حضرت علی کا مذہب بھی رفع الیدین ہی کا تھا دیکھو معالم السنن امام خطابی ص۱۹۳ ج۱ : فذهب اکثر العلماء الی ان الایدی ترفع عند الرکوع وعند رفع الراس منہ وھو قول ابی بکر الصدیق وعلی بن ابی طالب وابن عمر و ابی سعید الخدری وابن عباس وانس وابن الزبیر والیہ ذھب الحسن البصری وابن سیرین وعطاء وطاؤس ومجاھد و القاسم بن محمد وسالم وقتادۃ ومکحول وبہ قال الاوزاعی ومالك فی اخر عمرہ والشافعی واحمد واسحاق ۔

اس سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ ابن الزبیر کا مذہب رفع الیدین کا تھا ۔ ہمارے رطب یابس کے جمع کرنے والے نے ص۱۶۱ ،۱۶۲ میں نہایہ شرح ہدایہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے مسجد حرام میں نماز پڑھتے دیکھا ایک شخص کو کہ وہ رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھاتا ہے ، ابن زبیر نے اس سے فرمایا کہ ایسا مت کر یہ ایک چیز ہے جس کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا پھر اس کو ترک کر دیا ، آپ کے مولنا عبدالحی لکھنوی حنفی تعلیق الممجد ص۸۹ نمبر۹ میں تحریر فرماتے ہیں یہ اس نہایہ والی روایت پر کہ : لکن ھذا الاثر لم یجدہ المخرجون المحدثون

مسندا فی کتب الحدیث مع انہ اخرج البخاری فی رسالۃ رفع الیدین عن عبد اللہ بن الزبیر انہ کان یرفع یدیہ عند الخفض والرفع وکذا اخرجہ عن ابن عباس وابن عمر وابن سعید وجابر وابی ھریرۃ وانس انہم کانوا یرفعون ایدیہم۔ یعنی اس ابن الزبیر کی روایت کا کتب حدیث میں وجود ہی نہیں، حافظ ابن حجر عسقلانی درایہ تخریج احادیث ہدایہ میں اس اثر ابن الزبیر کے متعلق لکھتے ہیں لَم اَجِدہُ مجھے تو نہیں ملا،

علامہ زیلعی کی تخریج ص۳۹۲ ج۱ میں لکھتے ہیں: قلت غریب وذکرہ ابن الجوزی فی التحقیق فقال وزعمت الحنفیۃ ان احادیث الرفع منسوخۃ لحدیثین رووا احدھما عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ کلما رکع وکلما رفع ثم صار الی افتتاح الصلوٰۃ وترک ما سوا ذٰلک، والثانی رواہ ابن الزبیر انہ رای رجلا یرفع یدیہ من الرکوع فقال مَہ فان ھذا شئ فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ترکہ وھٰذان الحدیثان لایعرفان اصلا وانما المحفوظ عن ابن عباس وابن الزبیر خلاف ذٰلک الخ،

ہدایہ والے نے ابن زبیر کا مقولہ ضرور نقل کیا ہے مگر زیلعی مخرج احادیث ہدایہ کہتے ہیں یہ حدیث لاپتہ ہے، اس کو ابن الجوزی نے اپنی کتاب تحقیق میں حنفیہ کے دلائل میں ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ حنفیہ کہتے ہیں رفع الیدین دو حدیثوں سے منسوخ ہو گیا ہے:-

(۱) ابن عباس کی روایت ! یہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
رفع الیدین کرتے تھے پھر صرف ابتداء ہی پر قرار پایا باقی متروک -
(۲) ابن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اس سے کہا چھوڑ دیں
وہ بات ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم کرتے تھے پھر چھوڑ دیا -
بس یہ دونوں حدیثیں بے اصل ہیں محدثین کی جانچ میں کہیں نہیں
ابن عباس اور ابن زبیر سے تو رفع الیدین کرنا ہی محفوظ ہے - یہ ہے
آپ کی اور آپ کے مذہبیوں کی پونجی کا حال ، اب پھر سے منسوخ تو کہئے !
ایک اور آپ کے حنفی کی شہادت منسوخ کی تردید میں ملاحظہ فرمالیں -
علامہ سندھی حنفی محشی صحاح ستہ ابن ماجہ کے حاشیہ ص ۱۴۶ ج ۱
مطبوعہ مصر میں لکھتے ہیں : واما قول من قال ان ذٰلك الحديث
ناسخ لرفع غير تكبيرة الافتتاح فهم قول بلا دليل بل
لو فرض فے الباب نسخ فيكون الامر بعكس ما قالوا اولی
فان مالك بن الحويرث ووائل بن حجر من رواة الرفع
ممن صلے مع النبي صلے الله عليه وسلم اٰخر عمره فروايتهما
الرفع عند الركوع والرفع منه دليل على تاخر الرفع و
بطلان دعوى نسخه فان كان هناك نسخ فينبغي ان
يكون المنسوخ ترك الرفع وقد روى مالك هٰكذا
جلسة الاستراحة فحملوها على انها كانت فے اٰخر
عمره فے سن الكبر فهى ليس مما فعلها النبي صلے الله
عليه وسلم قصدا فلا تكون سنة وهٰذا يقتضے ان
يكون الرفع الذى رواه ثابتا لا منسوخا لكونه

آخر عمرہ عندھم فالقول بانہ منسوخ قریب من التناقض وقد قال صلی اللہ علیہ وسلم لمالک واصحابہ صلوا کما رایتمونی اصلی ۔

یعنی جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ابن مسعود کی حدیث علاوہ تحریمہ کے امثال کی ناسخ ہے سو یہ بات بے دلیل ہے بلکہ اگر اس مسئلہ میں منسوخ ہونا تسلیم کیا جائے تو اس کا عکس زیادہ لائق اور عمدہ ہے ، یعنی رفع الیدین کی روایتوں سے نہ رفع الیدین کرنا زیادہ مستحق ہے کہ منسوخ ہو اس لئے کہ مالک بن الحویرث اور وائل بن حجر جو رفع الیدین کے راوی ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اخیر عمر میں اسلام لائے ہیں ان دونوں کا رفع الیدین رکوع میں جاتے اور اٹھتے روایت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ رفع الیدین آخری امر ہے اور منسوخ ہونے کا دعوی جھوٹا ۔ اگر اس جگہ منسوخ کچھ ہے تو نہ رفع الیدین کرنا ہی زیادہ مستحق ہے ۔ بے شک مالک بن حویرث نے جب جلسہ استراحت کو بیان کیا تو حنفیہ نے اسے آپ کی کبر سنی اور اخیر عمر پر محمول کیا اور کہد یا کہ یہ جلسہ مقصود بالذات نہیں تھا کہ سنت قرار دیا جائے ، اس کا مقتضی تو یہی ہے کہ جو رفع الیدین اس نے روایت کیا ہے وہ ثابت ہے منسوخ نہیں اس لئے کہ یہ آپ کی آخر عمر کا فعل ہے حنفیہ کے نزدیک ، لہذا منسوخ اب کہنا ایک قسم کا تعارض ہوا حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک بن حویرث اور اس کے ہمراہیوں سے کہا تھا اپنے اپنے وطن جاؤ مجھے جس طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے اسی طرح پڑھتے رہنا ، نور اللہ مرقدہ کما نور وجوہ امر النبی صلے اللہ علیہ وسلم وفعلہ ۔

اب اپنے مولنا عبد الحی لکھنوی حنفی کی بھی سنیں وہ اپنے تعلیق الممجد صفحہ ۹۱ میں لکھتے ہیں : الانصاف فی ھذ المقام انہ لا سبیل الی رد روایات الرفع بروایۃ ابن مسعود و فعلہ و اصحابہ و دعوی عدم ثبوت الرفع ،

یعنی انصاف اس جگہ یہ ہے کہ رفع الیدین کی روایتوں کو ابن مسعود کی روایت اور ان کے فعل اور ان کے شاگردوں کے فعل سے رد کرنے کی کوئی لائن نہیں اور نہ ہی دعوی عدم رفع یدین کے ثبوت کا بلکہ و لا اولے دعوی نسخ الرفع مالم یثبت ذلك بنص الشارع ، اور نہ ہی منسوخ ہونے کا دعوی جبتک کہ شارع کی نص سے چھوڑنا ثابت نہ ہوا آپ کی پوری کوشش منسوخ ٹھیرانے کی پانی میں جاتی رہی ، آپ کے رسالہ کا مآل بھی اسی کے اثبات کا تھا وہ اب ختم ہو گیا اب تو ہم آپ کو دو صحابہ کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی جیسی نماز پڑھ کر بتانا پیش کرتے ہیں ، لیجیے پہلے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اپنی کتاب نصب الرایہ زیلعی صفحہ ۱۵ جلد ۱ مطبوعہ مصر کھول کر دیکھئے :-

عن ابی موسیٰ الاشعری قال ھل اریکم صلوٰۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فکبر و رفع یدیہ ثم کبر و رفع یدیہ للرکوع ثم قال سمع اللہ لمن حمدہ و رفع یدیہ ثم قال ھکذا فاصنعوا و لا ترفع بین السجدتین ۔

یعنی ابو موسیٰ اشعری نے کہا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ بتاؤں ؟ پس انہوں نے تکبیر کہکر رفع الیدین کی

پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہا اور ہاتھ اٹھایا، پھر کہا تم لوگ اسی طرح کرنا سجدوں میں رفع الیدین نہ کیجاوے ۔" یہ حدیث سنن کبریٰ بیہقی وغیرہ میں بھی ہے

دوسری حدیث حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی دیکھو اسی زیلعی کے صفحہ بالا میں، عبد اللہ بن قاسم کہتے ہیں بینما الناس یصلون فی مسجد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذ خرج علیہم عمر بن الخطاب فقال اقبلوا علی بوجوھکم اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم التی کان یصلی ویامر تابہا فقام مستقبل القبلۃ ورفع یدیہ حتی حاذی بہما منکبیہ ثم کبر ثم رکع ثم فعل کذالک حین رفع فقال القوم ھکذا کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یصلی بنا ۔

دارقطنی کی غرائب مالک سے زیلعی نے حضرت عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تکبیر کے وقت اور رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع الیدین کرتے دیکھا ۔

حضرت عمرؓ کے صلاۃ النبی کے بتانے پر تمام لوگوں نے کہا واقعی نبی صلے اللہ علیہ وسلم اسی طرح ہمیں نماز پڑھایا کرتے تھے ۔ اب آپ کو کیا چاہیئے! حضرت عمرؓ رفع الیدین کرتے تھے ۔ اسی زیلعی میں ص۲۱ ج میں ملاحظہ ہو سعید بن المسیب فرماتے ہیں، میں نے عمر بن الخطاب کو ابتدا نماز میں اور رکوع میں جاتے اور اٹھتے رفع الیدین کرتے دیکھا ہے ۔

ہمارے رطب یابس کے جمع کرنے والے صاحب تاجر نے ص۱۴ میں

ایک بات لکھی ہے اس پر بھی قدرے ریویو کرنا ضروری ہے اُسے بھی ذرا
سُن لیں : آپ فرماتے ہیں :
"عبداللہ بن مسعود کا دعوی تھا کہ قرآن مجید میں کوئی ایسی آیت نہیں
کہ جس کی نسبت مجھے علم نہ ہو کہ کس امر میں اتری ہے ، یہ بھی انہیں کا قول
ہے کہ قرآن کا مجھ سے اگر کسی کو زیادہ علم ہوتا تو میں سفر کرکے اس کے پاس
جاتا ۔ پس ایسے اعلم اور ملازمت صحبت کا عمل ایک نص اور پختہ دلیل کی
ترجیح کے لئے کافی سے زائد ہے"
اب قدرے آنکھیں کھول کر سرولی سے غور سے تامل فرماتے ہوئے
ملاحظہ ہو : آپ کے تمام حنفیوں کا مذہب ہے کہ عورت کے ہاتھ لگانے
سے وضو نہیں جاتا (ملامسہ کے معنی صرف جماع ہے مس نہیں) مگر حضرت ابن
مسعود اور عمر فاروق کیا فرماتے ہیں ، مسوی شرح موطا، شاہ ولی اللہ محدث
دہلوی طبع قدیم صـ ۲۸ جـ ۱ ملاحظہ ہو "پس حضرت عمر و ابن مسعود حمل کردنا
بر دست رسانیدن بہ نساء بغیر جماع وبریں تفسیر لازم آمد کہ لمس را ناقض
وضو دانند" نیز فرماتے ہیں : "وممکن است کہ ابن عمر تمسک کردہ باشد
باآثار حضرت عمر و ابن مسعود در دست رسانیدن" اس کی مزید توضیح کے
لئے سنن کبری، بیہقی صـ ۱۲۴ جـ ۱ دارقطنی صـ ۵۳ دیکھیں ۔
بحر الرائق میں ہے : فمذهب عمر وابن مسعود وعبدالله
بن عمر وجماعة من التابعين كمذهب الشافعي ۔ اب فرمایئے
آپ کیا فرماتے ہیں ؟ "ایسے اعلم اور ملازمت صحبت کا عمل ایک نص اور

پختہ دلیل کی ترجیح کے لئے کافی سے زائد ہے۔ اس اپنی تحریر پر دوبارہ نظر بھی کرلیں۔ اس مسئلہ میں کس امر کو ترجیح آپ اور آپ کے احناف دیتے ہیں۔ کیوں صاحب آپ لم تقولون ما لا تفعلون کے مرتکب تو نہیں ہیں؟ ہاتھی کے دکھانے کے دانت اور ہوتے ہیں اور چبانے کے اور" مثل تو نہیں؟ اپنے مذہبی اصول کی بھی تو کچھ لاج رکھو، آپ لوگ ابن مسعود اور خلفاء راشدین کو صرف پبلک کے لئے کیوں اچھالنے کے عادی ہیں، ان کی باتوں پر عمل کرتے ہوئے کیوں سانپ سونگھ جاتا ہے؟ ہیں آپ کو چند مشت از خروارے نمونہ جات پیش کرتا ہوں اور اپنی مذہبی غیرت کو جوش میں لاکر دعاوی کو مدلل بدلائل کر کے بتا دیں تب ہم آپ کی بہادری اور مذہب پسندی کو تسلیم کریں۔ ورنہ ہم تو یہی کہیں گے کہ یہ سب باتیں کہنے کی ہیں عمل کی نہیں۔ حضرت ابن مسعود کا حنفیہ جہاں جہاں خلاف کرتے ہیں ملاحظہ کرتے جائیے نمبر وار:

(۱) ابن مسعود تطبیق کے قائل وعامل تھے، (۲) تین آدمی ہوں تو امام کے بیچ میں کھڑے ہونے کے قائل، (۳) جنازہ میں سورہ فاتحہ کے قائل و عامل (۴) سورہ حج میں دو سجدے کے قائل، (۵) مسح جوربین کے قائل، (۶) پچھنے سے وضو نہ ٹوٹنے کے قائل، (۷) عورت کے چھونے سے وضو کے قائل، (۸) بیع مصراۃ مختلفہ میں ایک صاع تمر واپسی میں دینے کے قائل (۹) گاؤں میں جمعہ کے مجوز دیکھو حجۃ اللہ، (۱۰) زانی کے جلاوطن کے قائل، (۱۱) صبح کی نماز کے غلس میں پڑھنے کے قائل، (۱۲)

صبح جمعہ میں سورہ دہر اور سجدہ کے دائمی پڑھنے کے قائل، (۱۳) ان کے نزدیک اعتکاف صرف مکہ اور مدینہ ہی کی مسجد میں درست اور بس، (۱۴) مملوکہ خاوند والی کا فروخت کرنا ہی طلاق، (۱۵) پانچ درہموں میں چور کے ہاتھوں کا کاٹنا (۱۶) پوتیاں پوتے کے ہمراہ وارث نہیں کل مال ابن الابن کا، شریفیہ دیکھو، (۱۷) ابن مسعود کے نزدیک باپ کے ناتہ کی بہنیں دو سگی بہنوں کے ہمراہ وارث نہیں دیکھو شریفیہ، (۱۸) محروم کا حاجب ہونا، (۱۹) رکوع میں ملنے کی غرض سے دور ہی سے رکوع کرتا ہوا چل کر آنا، (۲۰) حلت گھوڑا، اور بھی کئی ان کی باتیں ہیں حنفیوں کو چاہیئے کہ ان کی ان باتوں کو بھی اب تسلیم کرتے ہوئے اپنے مذہب کو خیر باد کہئے یا صرف زبانی ہی زبانی دعویٰ کرتے رہیں گے، ابن مسعود جیسی ہستی کو بھول جانا اور صرف اپنے مطلب کے لئے انہیں آسمان پہ چڑھا دینا کیا اس کو ہی دانائی اور عقلمندی کہتے ہیں؟

اب حضرت عمر فاروق خلیفۃ المومنین والمسلمین رضی اللہ عنہ سے بھی مقابلہ کر کے دیکھیں ان کا مذہب بھی ہمارے احناف قبول کرتے ہیں یا نہیں؟

نمبروار ملاحظہ ہو!

(۱) زانی کا جلا وطن کرنا۔ (۲) جانور ذبح کیا جائے تو اس کے پیٹ کا بچہ بھی حلال، (۳) عورتوں کو عیدگاہ جانیکا حکم (۴) ایک شاہد کے ہمراہ قسم پر فیصلہ، (۵) ایک رکعت وتر، (۶) پانچ درہموں میں چوروں کے ہاتھ کا کاٹنا۔ (۷) غلس میں صبح کی نماز پڑھنا (۸) سجود تلاوت، (۹)

نباش کے ہاتھ کا کاٹنا (۱۰) نکاح بغیر ولی نہ ہونا (۱۱) طلاق مکرہ نہیں ہوتی (۱۲) پگڑی پر مسح درست (۱۳) یتیم کے مال میں زکوۃ (۱۴) ایمان کا کم زیادہ ہونا (۱۵) مسح جوربین (۱۶) صبح جمعہ میں سورہ سجدہ اور سورہ دہر کا متعین ہونا وغیرہ، میں آپ کو کہاں تک شمار کراتا رہوں۔

حنفیو! کیا تم ان باتوں کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مانتے ہو؟ اگر نہیں تو کیوں؟ مجھے کہنے دیجئے کہ ابن حزم نے محلی میں نہایت متانت سے اور نہایت ہی سنجیدگی سے ایک بات کہی ہے جس کی شہادت بظاہر تو آپ ہرگز نہیں دیں گے مگر آپ کے دل تو ضرور ہی گواہی دیں گے کہ اس نے بڑے پتہ کی بات کہی ہے گویا تمہارے دلوں کو چیر کر تمہارے راز کو فاش کیا، کھولنا تو غیر موزوں نہ ہوگا،

یہ محلی ص۲۷ ج۴ میں لکھتے ہیں: فقد وضح ان احتجاجہم انما ھو حیث وافق شہوا تہم۔ یعنی یہ لوگ واضح ہے کہ اسی وقت ان کے اقوالوں کو لیتے اور تسلیم کرتے ہیں جب ان کی خواہشات اور دل کے ساتھ موافقت کرے ورنہ نہیں۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو

از شما یک تن نہ شد اسرار جو

میں امید کرتا ہوں جس کے اندر کچھ بھی غیرت کا مادہ ہوگا اسے تو سر اٹھانے کی ہمت آئندہ کے لئے ہوگی نہیں یہ علیحدہ امر ہے کہ حیا کو خیر باد کہدے، ناک رہی کٹوا کر سامنے کو آنے کی کچھ ہمت کر گذرے

اللہ میاں مسلمانوں کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے متبعین بنا دے اور اسی کی حمیت اور طرفداری پر موت دے ۔ کہنے کے لئے تو بہت باتیں تھیں مگر قلت وقت و عدیم الفرصتی کے باعث اسی پر اکتفا کرتا ہوں خداوند عمل کی توفیق بخشے آمین ۔

میں ہوں اسلام و مسلمین کا سچا خادم

ناچیز ابو عبد الکبیر محمد عبد الجلیل سامرودی کان اللہ لہٗ

مورخہ ۲۱ جون ۱۹۵۶ء روز پنجشنبہ

وصلے اللہ علے خیر خلقہ محمد والہ وصحبہ وسلم اجمعین واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اس رسالہ کے لکھنے کی وجہ

ناظرین! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ چند دن ہوئے کہ حافظ محمد سعید صاحب آٹے والے دہلوی علیگڈھ کسی اجتماع میں تشریف لائے تھے، تبادلۂ خیالات کے دوران میں آپنے فرمایا کہ "رفع یدین" منع اور منسوخ ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ اگر آپ کوئی صریح صحیح مرفوع متصل حدیث بخاری شریف و مسلم شریف وغیرہما سے رفع یدین کی ممانعت میں دکھا دیں گے تو میں ایک ہزار روپیہ نقد بطور انعام پیش کردوں گا، اس پر بات ختم ہوگئی اور حافظ صاحب نے دہلی جاکر ایک رسالہ رفع یدین کے منع میں کسی نامعروف حافظ محمد تقی صاحب کے نام سے شائع کرایا جس میں میری شرط کے خلاف احادیث درج کی گئی ہیں جن کی حقیقت آپ کو اس رسالہ میں معلوم ہوگی — اور خواہ مخواہ انعام کے حقدار بننے کی بیجا کوشش کی ہے، لہٰذا اس کے جواب میں یہ رسالہ لکھا گیا۔

شیخ رفیع الدین متولی مولی مسجد علی گڈھ

یہ رسالہ مندرجہ ذیل پتوں سے مل سکتا ہے:

۱- شیخ رفیع الدین صاحب متولی موتی مسجد علی گڑھ

۲- محمد مسلم مدرسہ دار الکتاب و السنۃ صدر بازار دہلی،

۳- مولانا عبد اللطیف معرفت دفتر ترجمان محلہ کشن گنج دہلی